نظرات

۱۰ اگست کو ہندوستان کے سابق کمانڈر انچیف ارون کمار شریدھر ویدیہ کو پونے چھاؤنی کے علاقے میں چار نامعلوم بندوقچیوں نے اس وقت گولی مار کر ہلاک کر دیا جبکہ وہ قیاس کیا جاتا ہے کہ دوپہر کا کھانا کھانے کیلئے گھر واپس لوٹ رہے تھے جنرل ویدیہ کا شمار فوج کے قابل ترین جنرلوں میں ہوتا تھا اور وہ محاذ جنگ پر بھی پہلے ۱۹۶۵ء اور پھر ۱۹۷۱ء کی جنگ میں شاندار خدمات انجام دے رہے تھے، اور دونوں بار انھیں فوجی اعزاز سے سرفراز کیا گیا تھا، پہلی بار وہ اس بکتر بند بٹالین کے کمانڈر تھے جس نے امریکن پیٹین ٹینکوں سے مسلح پاکستانی فوج کو شکست دینے کا کارنامہ انجام دیا تھا دوسری بار انھوں نے ۔ بتایا جاتا ہے کہ ۔ سیاچن برف زار پر قبضہ کرنے میں غیر معمولی اہلیت کا مظاہرہ کیا تھا جسے واپس لینے کیلئے پاکستانی فوج آج تک ناکام کوشش کر رہی ہے جنرل ویدیہ اپنی مدت ملازمت کے آخری ڈھائی برسوں میں ہندوستان کی بری فوج کے کمانڈر انچیف مقرر کیئے گئے اور کسی بھی فوجی کے لئے یہ سب سے بڑا اعزاز مانا جاتا ہے اس سب سے بڑے عہدہ سے وہ گذشتہ ۶ ماہ پہلے ریٹائر ہوئے تھے اور اس وقت ریٹائرمنٹ کی پرسکون زندگی بسر کر رہے تھے ان کی فوجی زندگی کا سب سے بڑا اور اہم واقعہ ۔ محاذ جنگ سے بھی زیادہ نازک اور فیصلہ کن واقعہ ۔ امرتسر کے سنہری گردوارہ پر وہ فوجی کارروائی تھی جسے آپریشن بلیو اسٹار کے نام سے موسوم کیا گیا، خود جنرل ویدیہ نے اس فوجی کارروائی کے بعد جس میں سکھ انتہا پسند لیڈر سنت بھنڈرانوالے اور سابق فوجی کمانڈر رلم شبیگ سنگھ

[illegible] کے دور میں فوج کے ہاتھوں ہلاک ہوئے اور سنہری گردوارہ کا ایک بڑا حصہ منہدم ہو گیا تھا۔ اپنی فوجی زندگی کا مشکل ترین مرحلہ قرار دیا تھا علاوہ کہا تھا کہ اس فوجی کارروائی کا فیصلہ ان کی فوجی زندگی کا مشکل ترین مرحلہ ثابت ہوا۔"

سنہری گردوارہ پر آپریشن بلیو اسٹار پر اگرچہ جنرل ویدیہ کی فوجی سربراہی کی مدت میں عمل کیا گیا لیکن موقع پر اس کارروائی کی کمان لیفٹیننٹ جنرل سندرجی کے ہاتھ میں تھی جو آج کل ہندوستان کی بری فوج کے کمانڈر انچیف ہیں۔ اس اعتبار سے آپریشن بلیو اسٹار کے سلسلے میں جنرل ویدیہ کی ذمہ داری رسمی تھی، اور انہیں براہ راست نہیں بلکہ بالواسطہ ہی اس کارروائی کا ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے لیکن ان کی اصل شہرت اور سکھ انتہا پسندوں میں ان کے خلاف ناگواری اور غم و غصہ کا سبب ان کا وہ طرز عمل بنا جو انہوں نے آپریشن بلیو اسٹار کے بعد سنہری گردوارہ پر حملے سے جوش میں آئے ہوئے ان سکھ فوجیوں کے خلاف اختیار کیا جو بغاوت کر کے فوج سے نکل گئے، اور جنہوں نے مختلف چھاونیوں سے بھاگ کر امرتسر کی طرف فوجی مارچ شروع کر دیا۔

جنرل ویدیہ کے حکم پر ان بھگوڑے سکھ جوانوں کے خلاف جن میں زیادہ تر تعداد زیر تربیت فوجیوں یعنی رنگروٹوں کی تھی، فوجی کارروائی کی گئی، اور انہیں مختلف ریاستوں سے گرفتار کر کے کورٹ مارشل کے سپرد کیا گیا، اس فوجی بغاوت کی ناکامی اور بھگوڑوں کی گرفتاری کے بعد جب سیاسی دباؤ کے تحت ان کے ساتھ نرم سلوک کرنے کا سوال سامنے آیا تو جنرل ویدیہ نے نہ صرف اس تجویز کی مخالفت کی، بلکہ فوجی معاملات میں سیاستدانوں کی مداخلت کے امکان کو پوری طرح مسترد کر دیا انہوں نے ایک فوجی سربراہ کی حیثیت سے فوجی نظم و ضبط کو سختی کے ساتھ برقرار رکھنے کا موقف اپنایا، اور صاف طور پر فوجی نظم و ضبط کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف کارروائی کو کورٹ مارشل کے دائرہ

اختیار کا مسئلہ بتاتے ہوئے فوجی عدالتوں کے اختیار میں کسی بھی قسم کی مداخلت کر
کرنے سے انکار کر دیا۔

جنرل ویدیہ کا یہی سخت موقف اور یہی بے لچک طرز عمل انتہا پسند سکھوں
ان کے خلاف غم و غصہ بلکہ نفرت و انتقام کے جذبات پیدا کرنے کا سبب بنا اور اس کے
بعد انھیں گمنام دھمکی آمیز خطوط ملنے کا سلسلہ شروع ہوا، یہ سلسلہ ان کے
ریٹائر ہونے کے بعد بھی جاری رہا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سلسلہ کا آخری گمنام خط
خالصتان حامیوں کی طرف سے تھا انھیں قاتلانہ حملے سے صرف دو ماہ پہلے موصول
تھا جس کے بعد ان کے حفاظتی اقدامات اور زیادہ سخت کر دیے گئے تھے۔

جنرل ویدیہ کے قاتلوں کا یقینی طور پر ان سطروں کی تحریر تک تشخص نہیں کیا جا سکا
اسلئے حتمی طور پر یہ کہنا مشکل ہے کہ ان کی ہلاکت ضروری سکھ انتہا پسندوں کے ہاتھوں
میں آئی ہے، لیکن جہاں تک ظاہری علامات کا سوال ہے اس سلسلے میں دہشت پسند
سکھ تحریکوں کے ملوث ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور ظاہری علائم اور قیاس
بھی اسی کے حق میں اشارہ کرتے نظر آتے ہیں اس کے علاوہ انکی ہلاکت کے بعد ایک خ
دہشت پسند تنظیم خالصتان کمانڈو فورس ۔۔ نے انکی ہلاکت کی ذمہ داری قبول
ہے اور خفیہ پولیس کے حلقے اس مفروضے پر زبردست چھان بین میں لگے ہوئے ہیں
جنرل ویدیہ کے قتل میں اس خالصتان دہشت پسند جندا کا ہاتھ ہو سکتا ہے یہ خطر
دہشت پسند پنجاب سے اس وقت سے غائب بتایا جاتا ہے جبکہ اس نے چھ پولیس
کو بیک وقت قتل کر کے انکی تحویل سے تین خطرناک دہشت پسندوں کو چھڑا
ہے۔ خفیہ پولیس کا خیال ہے کہ پنجاب میں دہشت پسندوں کے خلاف زبردست م
کے نتیجہ میں یہ نا۔ اس طرح کے خوفناک دہشت پسندوں کے لئے جا کے

عین ممکن ہے کہ انھوں نے پونا میں قیام کرکے جنرل ویدیہ کے قتل کا منصوبہ تیار کرلیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان تین خوفناک دہشت پسندوں نے سکھ دیو سنگھ عرف سپاہی سمیت اس منصوبہ میں حصہ لیا ہو، جنھیں جنداں نے ۵ را پریل کو جالندھر کے ڈسٹرکٹ کی عدالت کے احاطہ میں ۶ ر پولیس والوں کو گولی مار کر چھڑا لیا تھا،

اگرچہ ابتدائی خبروں میں صراحت کے ساتھ اس بات کو ظاہر کردیا گیا تھا کہ عینی شاہدین کی شہادت کے مطابق جن چار حملہ آوروں نے جنرل ویدیہ کی کار پر گولیاں چلاکر انھیں ہلاک کیا ان میں سے کسی کے ڈاڑھی نہیں تھی لیکن یہ کوئی ایسا یقینی ثبوت نہیں جو اس بات کا فیصلہ کرسکے کہ ان کے قاتل سکھ نہیں تھے بلکہ اس قیاس کو تقویت پہنچانے والی ایک بات ہوسکتی ہے، کہ انھوں نے پولیس اور عام لوگوں کے شبہات سے محفوظ رہنے کے لئے ڈاڑھیاں منڈادی ہوں، لیکن اسی کے ساتھ اور بہت سے امکانات کو نظر انداز کرنا بھی صحیح نہیں ہوگا، جو شورش اور ہنگاموں کے زمانہ میں معاملات و مسائل میں قدرتی طور پر شامل ہوجاتے ہیں، اس صورت میں کہ شکوک و شبہات کے لئے ایک خاص گروہ یا شخص موجود ہو کتنے ہی اندرونی اور بیرونی عناصر کے لئے آسان ہوجاتا ہے کہ وہ حالات کو مزید خراب اور پیچیدہ بنانے کیلئے ایک ایسے کام میں ملوث ہوجائیں جس میں انکی طرف خیال تک جانے کی گنجائش کم سے کم رہ جائے۔

بہرحال اب یہ بات تو مستقبل بعید کی ہے کم از کم فوری طور پر اس بات کی کوئی امید نہیں ہے کہ جنرل ویدیہ کی ہلاکت کا عقدہ اس طور پر حل کرلیا جائے کہ کسی کو اصل قاتلوں کے تشخص اور شناخت کے بارے میں کوئی شک باقی نہ رہ جائے فی الحال تو یہی کہا جاسکتا ہے، جنرل ویدیہ کا قتل — سابق وزیر اعظم اندرا گاندھی کے بعد دوسرے درجہ پر ایک بہت بڑا — بہت اہم واقعہ ہے اور اس اعتبار سے اس کی اہمیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

کیونکہ ایسے فوجی جنرل کے قتل سے تعلق رکھتا ہے جو اپنے فرائض منصبی سے سبکدوش ہو کر پر امن اور خاموش زندگی بسر کر رہا تھا، اور جس کا کوئی تعلق سیاست یا فوجی کی کسی سرگرمی سے باقی نہ رہا تھا، اسی کے ساتھ اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ جنرل ویدیہ کے قتل سے فوج کی مستعدی، اہلیت اور حفاظتی انتظامات کی شہرت کو زبردست اور ناقابل تلافی صدمہ پہنچا ہے۔ جو جنرل ویدیہ کی سلامتی کی پیشگی طور پر ذمہ دار تھی، اور جس پر اپنے سابق سربراہ کے تحفظ کی ذمہ داری کا فرض بالشرکت غیرے عائد ہوتا تھا۔

جنرل ویدیہ کے قتل کا واقعہ اس لحاظ سے بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ فوجی چھاؤنی کی حدود میں ہی پیش آیا۔ ظاہر ہے کہ اس بارے میں فوج کے پاس اس طرح کی کوئی معذرت موجود نہیں ہے کہ اسے اپنے سابق سربراہ کی زندگی کو لاحق خطرہ کی خبر نہیں تھی یا وہ اسکے وقت اور امکانات سے ناواقف تھی، انکی ہلاکت کے بعد اب تک جو تفصیلات سامنے آسکی ہیں ان سے یہ بات بخوبی ظاہر ہو جاتی ہے کہ جنرل ویدیہ کے تحفظ اور سلامتی کے انتظامات ہر ممکن خطرے کو پیش نظر رکھ کر کیے گئے تھے، بلکہ وقتاً فوقتاً ان کا جائزہ بھی لیا جاتا تھا۔ پونے کے فوجی مرکز کے اعلیٰ افسروں کا اعتراف ہے کہ جنرل ویدیہ کے حفاظتی انتظامات کا آخری بار جائزہ ۸ راگست کو لیا گیا تھا اور مقامی کمانڈر نے ان کے ساتھ ملاقات کر کے ان انتظامات پر ان سے تبادلۂ خیال بھی کیا تھا۔ ان ہی فوجی حلقوں کی اطلاع کے مطابق جنرل ویدیہ کیلئے دن میں ایک مسلح محافظ اور رات کے لیے دو محافظوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ لیکن جب وقت موعود آیا تو کسی محافظ کی ایک نہ چلی۔ ان پر حملہ کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ حملے کے وقت جنرل ویدیہ خود کار چلا رہے تھے، ان کی بیوی ان کے برابر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھی تھیں، اور محافظ پچھلی سیٹ پر بٹھایا گیا تھا یہی وجہ ہے کہ گولی لگنے کے بعد جنرل ویدیہ کے ہاتھ اسٹیرنگ پکڑ نہ سکے اور ان کا

[illegible] بے قابو ہو کر ڈگمگاتی ہوئی سڑک کے دوسری طرف چلی گئی اس اچانک اور غیر متوقع صورت حال سے محافظ کو نہ صرف فائر کرنے کا موقع نہیں مل سکا بلکہ حملہ آوروں کو بھی فرار ہونے کا پورا موقع مل گیا۔

جنرل ویدیہ کی ہلاکت کے اس واقعہ نے جو کئی لحاظ سے غیر معمولی تھا ہندوستان کی بین الاقوامی ساکھ کو بھی بڑا صدمہ پہونچایا ہے کیونکہ اس واقعہ کی بدولت انتظامیہ اور خفیہ پولیس کے ساتھ فوج کے ناقص انتظام کا بھی ثبوت پہلی بار دنیا کے سامنے آیا جنرل ویدیہ گاندھی جی اور سابق وزیر اعظم اندرا گاندھی کے بعد ہندوستان کی تیسری ممتاز ترین شخصیت ہیں جو تشدد اور دہشت انگیزی کی بھینٹ چڑھ گئی۔ اور اندرا گاندھی کے بعد دوسری بڑی شخصیت ہیں جو بظاہر پنجاب کے اندر پیدا ہونے والے اس تشدد آمیز ماحول کے سبب اپنی قیمتی زندگی سے محروم ہو گئی، جو جون ۱۹۸۴ء کے سنہری گردوارے پر فوجی کارروائی کے بعد پیدا ہوا تھا، اور جس کے ختم کرنے کی کوئی کوشش ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ جنرل ویدیہ کے قتل کے اثرات بھی غیر معمولی انداز میں مرتب ہوئے۔ مثال کے طور پر آزادی کے بعد پہلی بار، پارلیمنٹ کا اجلاس کسی ایسی شخصیت کی تعزیت کے بعد ملتوی ہوا جو کسی ایوان کی ممبر نہیں تھی۔

ان کی ہلاکت کے واقعہ سے دہشت پسندوں کی عام گرفتاری کی مہم کے ذریعہ دہشت پسندوں کی اٹھائی ہوئی شورش کے خاتمہ کی توقع کو بھی نہ صرف صدمہ پہونچا ہے بلکہ اس کے پنجاب سے باہر دوسری ریاستوں تک وسیع ہو جانے کا بھی خطرہ پیدا ہو گیا ہے جو بجائے خود اس تشویشناک صورت حال کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ دہشت پسندی اور تشدد کا خاتمہ صرف انتظامی کارروائیوں کے ذریعہ ممکن نہیں ہے پنجاب کے

ڈائرکٹر جنرل پولیس مسٹر سیر یونے بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ انتظامی سطح پر جو کچھ بھی ممکن ہے وہ تو ہم کر رہے ہیں لیکن اس سلسلے میں سیاست دانوں کو بھی کچھ کرنا چاہئے تیسرا اور آخری نتیجہ جو اس قیمتی زندگی کے ضائع ہونے کی صورت میں نکلا ہے وہ یہ ہے کہ سیاست دانوں کے غلط اقدامات قوموں اور ملکوں کو ایسی بحرانی صورت میں مبتلا کرتے ہیں کہ ان پر قابو پانے میں برسوں اور قرنوں کی مدت لگ جاتی ہے اور یہ کہ کوئی قوم مکمل مایوسی کی حالت میں عاقبت اندیشی کے ہر تقاضے کو نظر انداز کرنے پر تیار ہو جائے تو پھر کوئی بڑی سے بڑی تادیب اور ردعمل کا خوف بھی اسے من مانے کام کرنے سے نہیں روک سکتا۔